www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

٢/٢

مترادفات القرآن پر تبصرے

(۱)

ہفت روزہ تکبیر کراچی

20 اکتوبر 1994ء

مترادفات القرآن قرآن فہمی کے لئے ایک منفرد کاوش

قرآنِ کریم علم و معرفت کا ایک ایسا خزانہ ہے' جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ اہلِ تحقیق صدیوں سے اس بحرِ ذخار میں غوطہ زنی کر کے علم کے موتی چنتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے باوجود ہر دَور میں ایسے اصحابِ دانش سامنے آتے رہتے ہیں جو اللہ کی توفیق سے اپنی کاوشوں کا صلہ قرآن کے کسی نئے رخ سے متعارف ہونے اور دوسروں کو متعارف کرانے کی شکل میں پاتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی ہمارے دَور کی ایسی ہی ایک شخصیت ہیں اور علمی حلقوں میں آپ کا نام محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ زیرِ نظر کتاب "مترادفات القرآن مع الفروق اللغویہ" تقریباً ایک اچھوتے موضوع پر ان کی اس تحقیق و جستجو کا ثمر ہے جس کا آغاز انہوں نے اپنی نو عمری میں کیا تھا۔ اس جدوجہد کی رُوداد انہوں نے خود اس طرح بیان کی ہے۔ "بڑا ہوا تو اس از سرِ نو قرآن کریم کے مطالعہ کا ذوق پیدا ہوا' میں نے دیکھا کہ قرآن کریم کے بہت سے الفاظ کا اردو زبان میں صرف ایک ہی لفظ سے ترجمہ کر لیا جاتا ہے' مثلاً خوف' خشیت' حذر' وجل' وجس' تقویٰ اور رھب وغیرہ' سب الفاظ کا ترجمہ ڈرنا ہی لکھا جاتا ہے۔ طبیعت میں جستجو کا ذوق تو تھا ہی' میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ قرآن کریم کے ایسے مترادف الفاظ کا ذیلی فرق کیا ہے' لیکن بسا اوقات مایوسی ہی ہوئی' پھر میں نے علماء کی طرف رجوع کیا تو مجھے حیرانی ہوئی کہ اس سلسلے میں اکثر علماء کا ذہن بالکل صاف ہے اور انہوں نے یہ فرق معلوم کرنے کی کبھی کوشش ہی نہیں فرمائی۔"

مولانا مزید بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے کتبِ لغت کو کھنگالنا شروع کیا' امام راغب کی مفردات' ثعالبی کی فقہ اللغۃ' ابو ہلال عسکری کی "الفروق اللغویہ" اور دور جدید کی کتاب مقائیس اللغۃ سے انہیں اپنے کام میں ایک حد تک مدد ملی' لیکن بہت سے مقامات پھر بھی باقی رہ گئے کیونکہ ان کا کام بہت زیادہ وقت نظر اور لغوی تحقیق کا مقتضی تھا لہٰذا دیگر بہت سی کتبِ لغت' تراجم اور تفاسیر سے بھی استفادہ کرنا پڑا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَاقَدْ سَلَفَ (۴/۲۲) مگر جو ہو چکا سو ہو چکا)

پھر سَلَفَ کے دوسرے معنی " آگے بڑھنا " کے بھی آتے ہیں (م ل، منجد) سَلِیْف کے معنی آگے ہونے والا، آگے چلنے والا۔ اَسْلَاف بمعنی جماعت متقدمین (منجد) اور اَسْلَفَ کے معنی زمانہ ماضی میں کوئی کام کرنا ہوتا ہے۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ۔ (۱۰/۳۰) (۱) وہاں ہر شخص اپنے اعمال کی جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کرے گا۔

(۲) وہاں جانچ لے گا ہر کوئی جو اس نے پہلے کیا تھا (عثمانی)

ماحصل؛ قَدَّمَ اور اَسْلَفَ میں وہی فرق ہے جو ارتفاع اور عمق میں ہے اگر نیچے کے کنارے پر ہوں تو اسی راس فاصلہ کو بلندی کہتے ہیں اور اوپر کے کنارے پر کھڑے ہوں تو وہی فاصلہ گہرائی یا عمق کہلاتا ہے۔ وہی بات یا کام جو قَدَّمَ کا مفہوم ہے موقع کے لحاظ سے وہی اسلف بن جاتا ہے۔ جیسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنوں سے فرمائیں گے،

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (۶۹/۲۴) جو (عمل) تو ایام گذشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ اب اگر یہی مفہوم زمانہ حال میں ادا کرنا ہو بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ سے ادا ہوگا۔

۲۴ آلاتِ جنگ

کے لیے اَسْلِحَة، اَوْزَار، حِذْر اور شَوْکَة کے الفاظ آئے ہیں۔

۱- اَسْلِحَة: سلاح کی جمع ہے اور ہر وہ چیز سلاح ہے جس سے جنگ کی جا سکے (م ل) گویا یہ لفظ جنگی ہتھیاروں سے مخصوص ہے خواہ وہ چاقو اور نیزہ تک موقوف ہو یا رائفل اور میزائل تک۔

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ (۴/۱۰۲) کافر لوگ تو یہ آرزو کرتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ۔

۲- اَوْزَار: وِزْر کی جمع ہے جس کے معنی بوجھ، ہتھیار اور آلہ کے ہیں۔ اور جب وِزْرُ الْحَرْب کا استعمال ہو تو یہ جنگی آلات سے مخصوص ہو جاتا ہے۔ (مف)

تاہم صرف لفظ وِزْر سے بھی جنگی ہتھیار مراد لیا جاتا ہے (وکذا الوزر: السلاح والجمع اوزار۔ م ل) قرآن میں ہے:

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا (۴۷/۴) یہاں تک کہ لڑائی (فریق مقابل) اپنے ہتھیار ڈال دے۔

۳- حِذْر: کے اصلی معنی بچاؤ کرنا، محتاط اور چوکنا رہنے کے ہیں (م ل) یہ لفظ عام ہے۔ اگر جنگ کے سلسلہ میں استعمال ہو تو اس کا مطلب دفاعی سامانِ جنگ ہوگا۔ اس سے جہاں بچاؤ کی جگہ مراد لی جا سکتی ہے جیسے مورچے وغیرہ، بعینہٖ اسی طرح ڈھال سے لے کر ریڈار تک بھی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ یعنی ہر وہ چیز اور ہر وہ تدبیر جس سے بچاؤ اور مدافعت کی جا سکے وہ حِذْر ہے۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكَاذِبِيْنَ (۳/۶۱) خدا کی لعنت بھیجیں۔

ماحصل: (۱) لَعَنَ: خدا کی رحمت اور توفیق سے دوری کی بد دعا۔

(۲) بَعِدَ: رحمت سے دوری اور ہلاکت کی بددعا۔

(۳) سُحْقًا: بددعا کے لیے عام اور جامع لفظ۔ اس کے مفہوم میں بُعْدًا سے زیادہ شدّت پائی جاتی ہے۔

(۴) اِبْتِهَال: فریقین کا ایک دوسرے پر لعنت کے لیے مکمل آزادی سے دعا و التجا کرنا۔

۲۶۔ بدصورت بنانا۔ ہونا

کے لیے مَسَخ، کَلَح اور قَبَح کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ مَسَخَ: بمعنی شکل و صورت کو بگاڑ دینا اور خراب کر دینا (مف) ارشاد باری ہے:

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ (۳۶/۶۷) — اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ پر ان کی صورتیں بدل دیں۔ پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔

۲۔ کَلَحَ: کَلَحَۃ بمعنی منہ اور اس کے آس پاس کا حصہ اور کالح وہ شخص جس کے ہونٹ آپس میں ملیں نہیں بلکہ کھلے رہتے ہوں اور کَلَحَ، کَلَحَ بمعنی تیوری چڑھا ہوا ہونا اور اِکْلَوَحَ بمعنی تیوری چڑھانے میں دانت نکالنا (منجد) اور صاحب فقہ اللغۃ کے نزدیک یہ تیوری چڑھانے کا انتہائی درجہ ہے (دیکھیے تیوری چڑھانا) جس میں انسان کا حلیہ بگڑ جاتا ہے اور دانت نکلے ہونے کی وجہ سے بڑا بدصورت دکھائی دیتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ (۲۳/۱۰۴) — آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور وہ اس (دوزخ) میں بدشکل ہو رہے ہوں گے

۳۔ قَبُحَ: بمعنی بدصورت ہونا۔ بدنما ہونا اور قبیح بمعنی بُرا۔ بدنما۔ بدشکل اور قبح کا لفظ معنوی طور پر بھی استعمال ہوتا ہے یعنی قول یا فعل یا شکل کا بُرا ہونا (منجد) ارشادِ باری ہے:

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ (۲۸/۴۲) — اور وہ قیامت کے روز بھی بدحالوں سے ہوں گے!

اس آیت میں مقبوحین دونوں معنی دے رہا ہے۔

ماحصل (۱) مسخ۔ اچھی شکل وصورت کو بگاڑنے اور بُری بنانے کے لیے۔

(۲) کلح۔ کسی عارضہ، تکلیف یا جذبات کی وجہ سے عارضی طور پر شکل کے خراب ہونے کے لیے اور

(۳) قبح۔ پیدائشی طور پر بُری شکل وصورت ہونے کے لیے آتا ہے۔ صفات کے لیے بھی آتا ہے۔

بدفالی اور بدشگونی کے لیے "بدبختی" اور "نامبارک سمجھنا" دیکھیے!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحصل: (۱) جَبَل، اسمِ جنس۔ اس کا استعمال عام ہے۔
(۲) رَوَاسِی، مضبوط اور مستحکم پہاڑ۔ سلسلہ ہائے کوہ۔
(۳) طَود: بہت بڑا اور بلند پہاڑ یا تودہ ریت۔
(۴) صَخرۃ چھوٹا اور بلند پہاڑ۔ بہت بڑا سا اونچا۔ پتھر۔ چٹان
(۵) اَعلَام: پہاڑ کے لیے مجازاً استعمال ہوا ہے۔ اصل معنی ہر وُہ چیز جو اپنے ہمسروں سے ممتاز ہو۔

۲۷۔ پہچاننا

کے لیے عَرَفَ اور تَوَسَّمَ کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ عَرَفَ: بمعنی کسی چیز کی علامات و آثار پر غور کر کے اس کا ادراک کر لینا (ضد نَکِرَ) یہ علم سے کم درجہ رکھتا ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (۱۲/۵۸)

اور یوسفؑ کے بھائی (کنعان سے مصر غلہ خریدنے کیلیے) آئے تو یوسفؑ کے پاس گئے، یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا مگر وُہ یوسفؑ کو نہ پہچان سکے۔

۲۔ تَوَسَّمَ: وَسَمَ بمعنی نشان زد کرنا۔ داغ لگانا (مف) اور بمعنی جسم پر نقش و نگار اور تل وغیرہ کھودنا (م۔ل) اور وسم اور وسام وُہ چیز جس سے داغ لگایا یا رنگا جائے۔ اور وسیم بمعنی خوبصورت (م۔ق) اور تَوَسَّمَ بمعنی فراست سے کوئی چیز بیان کرنا۔ علامت طلب کرنا۔ پہچاننا (منجد) ارشاد باری ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (۱۵/۷۵) بیشک اس (قصے) میں اہلِ فراست کے لیے نشانیاں ہیں!

ماحصل: (۱) عَرَفَ، علامات و آثار سے کسی چیز کو پہچاننا۔
(۲) تَوَسَّمَ، اپنی فہم و فراست سے پہلے علامات و قرائن معلوم کرنا پھر پہچاننا۔

۲۸۔ پہلا۔ پہلی۔ پہلے

کے لیے اوّل، اُولیٰ، سابق اور قبل کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اوّل: بمعنی پہلا اور اس کا مونث اُولیٰ بمعنی پہلی ہے۔ اور اوّل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے
(۱) عددی ترتیب کے لحاظ سے: یعنی وُہ عدد جس سے پہلے کوئی عدد نہیں۔ اس لحاظ سے اوّل کے بعد ثانی۔ پھر ثالث وغیرہ آئے گا۔
(۲) ترتیب کار یا نظامِ صناعی کے لحاظ سے جیسے الاُسُّ اوّلاً ثمّ البناء یعنی پہلے بنیاد رکھی جائے گی پھر تعمیر ہوگی۔
(۳) ترتیب زمانی کے لحاظ سے۔ اس لحاظ سے اوّل کی ضد اٰخِر بمعنی پچھلا ہے۔ اور اُولیٰ (پہلی دنیا)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶- غُزّٰی : (غزوۃ) بمعنی دشمن سے جنگ کرنے کے ارادہ سے نکلنا۔ اور غازی وُہ ہے جو اس ارادہ سے نکلے۔ اور اس کی جمع غُزَاۃٌ اور غُزًّی ہے۔ (مف) ارشادِ باری ہے:

لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا	ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو کفر کرتے اور اپنے ان بھائیوں
لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ	سے، جو سفر کرتے یا لڑائی کے لیے نکلتے ہیں، کہتے ہیں
اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا	کہ اگر وُہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے
مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا (۳/۱۵۶)	جاتے۔

ماحصل: (۱) قتال۔ ارادہ سے ایک دوسرے کو مارنا۔ جنگ اور میدانِ جنگ۔

(۲) حَرْب : لڑائی کرنا اور دشمن سے مال چھیننا۔

(۳) زَحْفًا : میدانِ جنگ کی طرف کسی بڑے لشکر کا آہستہ آہستہ پیش قدمی کرنا۔

(۴) بَاْس : دورانِ جنگ کی سختیاں اور جسمانی نقصان۔

(۵) جِہَاد : ذاتی اغراض کو چھوڑ کر محض دین کی سربلندی کے لیے لڑنا۔

(۶) غُزّٰی : دشمن کو لڑنے کے لیے بغرضِ جہاد نکل کھڑا ہونا۔

۱۶ ـــــ جننا

کے لیے وَضَعَ اور وَلَدَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱- وَضَعَ کے بنیادی معنی کسی چیز کو نیچے رکھ دینا ہے (مف) وَضَعَتِ الْحَمْلَ بمعنی میں نے بوجھ اتار کر نیچے رکھ دیا۔ (مف) جب وضع کے ساتھ حمل کا لفظ آئے اور اس کی نسبت مادہ کی طرف ہو تو اس کا معنی بچہ جننا ہے۔ وضع حمل کا لفظ عام ہے جو انسانوں کے علاوہ حیوانات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ ایک وقتی عمل ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ	پھر جب عمران کی بیوی نے بچہ جنا تو کہنے لگیں اے میرے پروردگار
اُنْثٰى (۳/۳۶)	میں نے مادہ جنا ہے۔

دوسرے مقام پر ہے:

وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا (۲۲/۲)	اور ہر حمل والی اپنا بچہ جن دے گی۔

۲- وَلَدَ : عموماً انسان کے لیے آتا ہے۔ اور ولادت کی نسبت وقتی نہیں بلکہ دائمی ہوتی ہے۔ والدہ ہمیشہ کے لیے اپنے مولود کی والدہ ہے مگر وُہ ہمیشہ کے لیے واضع حمل نہیں۔ پھر وَلَدَ میں صرف جننے کا ہی تعلق نہیں ہوتا مولود کی تربیت کا بھی ہوتا ہے۔ اور وَلَدَ الْوَلَدَ بمعنی اس نے بچہ کی پرورش کی۔ قرآن میں ہے۔ فرعون نے موسیٰؑ کو مخاطب کر کے کہا:

اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا (۲۶/۱۸)	کیا ہم نے تم کو کہ ابھی بچے تھے پرورش نہیں کیا؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ سَبَقَ اور اِسْتَبَقَ : سَبَقَ بمعنی آگے نکل جانا۔ مقابلہ میں آگے بڑھنا۔ بھاگنا۔ اور استبق بمعنی مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کرنا۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ (۸/۵۹) — اور کافر یہ خیال نہ کریں کہ وُہ آگے نکل گئے۔ وُہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ (۱۲/۲۵) — اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے (آگے یوسف پیچھے زلیخا) اور عورت نے یوسفؑ کا کرتا پیچھے سے (پکڑ کر جو کھینچا تو) پھاڑ ڈالا۔

ماحصل:
(۱) سَرَعَ: تیز تیز چلنا۔
(۲) سَعٰی: چلنے اور دوڑنے کی درمیانی چال۔
(۳) زَفَّ: دوڑنا عام چال سے۔
(۴) رَكَضَ: سرپٹ دوڑنا۔
(۵) جَمَحَ: رسیاں تڑانا قابو میں نہ رہنا۔
(۶) هَرَعَ: لپکنا۔ جذبات سے بے قابو ہو کر دوڑنا۔
(۷) نَسَلَ: بلند جگہ سے نیچے کو دوڑنا۔
(۸) وَفَضَ: تیز اور محتاط دوڑنا جیسے شکاری جال کی طرف دوڑتا ہے۔
(۹) هَطَعَ: سامنے نظر لگائے اور فرمانبردار ہو کر دوڑتے آنا۔
(۱۰) ضَبَحَ: (گھوڑے کا) اتنا سرپٹ دوڑنا کہ ہانپنے لگے۔
(۱۱) سبق اور استبق: مقابلہ میں آگے بڑھنے کی کوشش میں دوڑنا۔

۲۱۔ دوڑانا (گھوڑا وغیرہ)

کے لیے اَوْضَعَ اور اَوْجَفَ کے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں۔

۱۔ اَوْضَعَ: وَضَعَ بمعنی کسی چیز کا نیچے رکھ دینا، ذلیل کرنا۔ مرتبہ سے گرانا۔ اور وَضَعَ یا اَوْضَعَ البَعِیْرَ بمعنی اونٹ کا سر جھکا کر تیز چلنا۔ جس میں کوئی بھلائی کا پہلو نہ ہو (منجد) اور اَوْضَعَ بمعنی (سواری کو) بھگدڑ مچانے کے لیے ادھر ادھر دوڑاتے پھرنا۔ ارشادِ باری ہے:

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ (۹/۴۷) — اگر وُہ تم میں شامل ہو کر نکل بھی کھڑے ہوتے تو سوائے خرابی کے کوئی مفید کام نہ کرتے اور فتنہ بپا کرنے کی خاطر تمہارے ہی درمیان گھوڑے دوڑاتے پھرتے۔

۲۔ اَوْجَفَ: وَجَفَ بیقرار ہونا۔ اضطراب۔ بے چین ہونا۔ اور قَلْبٌ وَّاجِفٌ بمعنی مضطرب دل۔ (مف) اور اَوْجَفَ بمعنی (گھوڑے وغیرہ کو تیز دوڑانا)۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ (۵۹/۶) — اور جو مال اللہ نے ان لوگوں سے اپنے رسول کو دلوایا ہے (اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ) اس کے لیے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔

ماحصل:
(۱) اَوْضَعَ: خرابی پیدا کرنے کے لیے دوڑاتے پھرنا۔
(۲) اَوْجَفَ: بے قراری کی وجہ سے تیز دوڑانا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایسے گناہ مراد ہیں جو شرک سے کم درجہ کے ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (۲/۱۰۷) — اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی نہ دوست ہے اور نہ مددگار۔

اس آیت میں بھی دُوْن سوائے کے علاوہ کہتری کا معنی دے رہا ہے۔

۴۔ وَرَاء: لغت اضداد سے ہے۔ اس کے معنی آگے بھی اور پیچھے بھی۔ اس پار بھی اس پار بھی۔ ادھر بھی اور ادھر بھی۔ اسی لحاظ سے یہ سوائے کا معنی بھی دے جاتا ہے یعنی ان سب اطراف یا چیزوں کے علاوہ۔ ارشادِ باری ہے:

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (۲۳/۷) — تو جو شخص اس کے سوا کچھ اور چاہتا ہو تو ایسے ہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص خدا کے احکام کے علاوہ ادھر ادھر، آگے یا پیچھے کچھ تلاش کرتا ہے تو وہ غلط کار ہے۔

۵۔ اِسْتِثْنَاء (ثنی) بمعنی کسی چیز کو عام حکم سے خارج کرنا (منجد) اس مقصد کے لیے اِلَّا استعمال ہوتا ہے مگر شرعی اصطلاح میں کسی چیز کو مشیتِ الٰہی کے تابع سمجھ کر اسے عام حکم سے خارج کرتا ہے۔

ارشادِ باری ہے:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (۱۸/۲۴) — اور کسی کام کی نسبت یہ نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا مگر (ان شاء اللہ کہہ کر یعنی اگر) اللہ چاہے تو (کر دوں گا)

اور اِسْتِثْنَاء کا لفظ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ کہنے کے بدل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا:

اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ (۶۸/۱۷-۱۸) — جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہی باغ کا میوہ توڑ لیں گے۔ اور ان شاء اللہ نہ کہا۔

ماحصل: (۱) اِلَّا: استثناء کے ساتھ حصر کا فائدہ دیتا ہے۔

(۲) غَیْر: میں استثناء کے ساتھ نفی کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔

(۳) دُوْن: استثناء کے ساتھ کہتری کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

(۴) وَرَاء: ہمہ جہتی استثناء کے لیے آتا ہے۔

(۵) اِسْتِثْنَاء: ان شاء اللہ کہہ کر کسی چیز کو عام حکم سے خارج کرنا۔

سوچنا کے لیے دیکھیے ـــــ "غور کرنا"۔

۲۵ ـــــ سونا

کے لیے نَامَ، هَجَعَ، رَقَدَ، قَالَ (قیل) ضَجَعَ اور تَهَجَّدَ کے الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (۲۳/۲-۱) کرتے رہے ہیں۔

۲۔ فَازَ: بمعنی کسی مصیبت سے بچ جانا اور ساتھ ہی ساتھ کسی محبوب چیز تک پہنچنا (فق ل ۲۷۲) اور بمعنی سلامتی کے ساتھ بھلائی حاصل کر لینا۔ (مف) ارشادِ باری ہے:

وَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (۳/۱۸۵) جو شخص آگ (دوزخ) سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔

فَازَ: کا لفظ لغتِ اضداد سے ہے۔ فاز بمعنی کامیاب ہونا اور نجات پانا بھی اور ہلاک ہونا یا مرنا بھی۔ فَوَّزَ الرَّجُلُ بمعنی آدمی مر گیا۔ اور مَفَازَةٌ (۳/۱۸۸) بمعنی کامیابی کا سبب یا جگہ بھی اور ہلاکت کا سبب یا جگہ بھی ہے (منجد) جیسا کہ محولہ آیت میں یہ ہلاکت کی جگہ یا سبب کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ تاہم یہ لفظ عموماً مصیبت سے نجات پا کر اور مرغوب چیز سے ہمکنار ہو کر کامیاب ہونے اور مراد کو پہنچنے کے معنوں میں آتا ہے۔ قرآن میں ہے:

یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا (۴/۷۳) منافق کہے گا کاش میں ان (مومنوں) کے ساتھ ہوتا تو پاتا میں بڑی مراد (عثمانی)

ماحصل: (۱) اَفْلَحَ، محنت کا جائز ثمرہ مل جانے کی کامیابی کے لیے اور (۲) فَازَ ایسے عمل کے لیے آتا ہے جس میں کوتاہی کا نتیجہ ہلاکت اور کامیابی پر بہت زیادہ انعامات بھی ملیں۔

کان کے لیے اذن اور سمع کے الفاظ آئے ہیں اور ان میں وہی فرق ہے جو عین اور بصر یا رِجل اور قدم میں ہے۔

۸۔۔۔۔۔ کانپنا

کے لیے ۱ زَلْزَلَ، ۲ مَارَ (مور) ۳ رَجَّ اور ۴ رَجَفَ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ زَلْزَلَ: زَلَّ بمعنی قدم کا پھسلنا۔ اور زَلْزَلَ میں تکرار لفظی ہے جو تکرار معنوی پر دال ہے یعنی بار بار ادھر ادھر پھسل پڑنا (مف) اور زَلْزَلَةٌ بمعنی بھونچال۔ زمین کا جھٹکے کھانا۔ اِدھر اُدھر ہلنا اور کانپنا (فل ۴۲) یہ لفظ بھونچال کے لیے خاص ہے۔ ارشادِ باری ہے:

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا (۹۹/۱) جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی۔

۲۔ رَجَّ: کسی چیز کو جنبش دینا۔ جھٹکا لگانا (مف) یہ زلزلہ کی ابتدائی حالت ہے (فل ۶۰) ارشادِ باری ہے:

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا (۵۶/۴) جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے۔

۳۔ رَجَفَ: کا بنیادی معنی اضطراب شدید ہے (م۔ل) بَحْرٌ رَجَّافٌ بمعنی متلاطم سمندر۔ وَالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ (۳۳/۶۰) بمعنی سنسنی پیدا کرنے والے بے چینی کی لہر دوڑانے والے۔ اور جب اس کی نسبت زمین کی طرف ہو تو بمعنی شدید جھٹکے۔ زلزلہ کی شدید کیفیت (فل ۶۰) قرآن میں ہے:

یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَکَانَتِ جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں اور پہاڑ ایسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (۱۸/۱۲) — دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت خوب شمار کر سکتی ہے کہ وہ (اصحاب کہف) کتنی مدت (غار میں) رہے۔

(۲) تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِیْدًا (۳/۳۰) — وہ آرزو کرے گا کہ اے کاش! اس میں اور اس بُرائی میں دُور کی مسافت ہو جاتی۔

۳۔ عِدَّت: عَدَّ بمعنی شمار کرنا سے مصدر ہے۔ یعنی وہ مدت جو شمار کر کے گزاری جائے اور اس لفظ کا اطلاق اس مدت پر ہوتا ہے جس میں کوئی مطلقہ یا بیوہ عورت دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی اور اپنے سابقہ خاوند کے گھر میں یہ مدت گزارتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ (۶۵/۴) — اور تمہاری (مطلقہ) عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں اگر تم کو (ان کی عدت کے بارے میں) شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔

۴۔ اُمَّة: اُمّ بمعنی ماں اور ہر وُہ چیز جس کے اندر اس کے جملہ متعلقات منضم ہو جائیں (مف) اور اُمَّة بمعنی مدت کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ گزر چکی ہو (مف) قرآن میں ہے:

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ (۱۲/۴۵) — اور دونوں قیدیوں میں سے جس نے رہائی پائی تھی اسے ایک مدت کے بعد (بھولی ہوئی) بات یاد آ گئی اور کہنے لگا۔

۵۔ مَلِیًّا: ملی میں درازی اور وسعت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ مَلِیٌّ مِنَ الدَّھْرِ بمعنی عرصہ دراز المَلا (الف مقصورہ) بمعنی وسیع ریگستان اور مَلَّاكَ اللہ بمعنی خدا تیری عمر دراز کرے (منجد) اور مَلِیًّا بمعنی طویل مدت۔ قرآن میں ہے:

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا (۱۹/۴۶) — (آزر نے کہا اے ابراہیمؑ!) اگر تو باز نہ آیا تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا اور طویل مدت کے لیے تو مجھ سے دور چلا جا۔

۶۔ مَهَلَ: (مصدر مُهلت) اور اَمْهَلَ اور مَهَّلَ بمعنی ڈھیل دینا۔ مدت کو آہستہ آہستہ اور نرمی سے بڑھاتے جانا اور جلدی نہ کرنا (مف) ارشادِ باری ہے:

وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا (۷۳/۱۱) — اور مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو جو دولتمند ہیں چھوڑ دو اور انہیں تھوڑی مہلت دے دو

۷۔ عُمُر: عَمَرَ بمعنی آباد رہنا اور آباد کرنا اور عُمُر بمعنی رُوح کے جسم کے اندر آباد رہنے کی مدت۔ کسی جاندار کی پیدائش سے لے کر حال تک کی مدت۔ قرآن میں ہے:

وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ — لیکن ہم نے (موسیٰ کے بعد) کئی امتوں کو پیدا کیا پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ (۵/۱۳) — خیانت کی خبر پاتے رہو گے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خَامِدِيْنَ (۲۱/۱۵) — تو وہ ہمیشہ اسی طرح پکارتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے انھیں کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح ڈھیر بنا دیا۔

۷۔ اَبْرَحَ: بَرِحَ کی ضد بَرَزَ ہے۔ اور بَرَزَ بمعنی کھلے میدان میں سامنے آجانا۔ اور بَرِحَ بمعنی کھلے میدان سے ہٹ جانا (مف) صرف مضارع استعمال ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ جب نفی کا لفظ لَا یا لَنْ آئے تو ظرف مکانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ حَتّٰی کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ (۱۸/۶۰) — اور جب موسیٰؑ نے اپنے نوجوان ساتھی سے کہا کہ جب تک میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں!

دوسرے مقام پر فرمایا:

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى (۲۰/۹۱) — بنو اسرائیل حضرت ہارونؑ سے کہنے لگے جب تک موسیٰؑ ہمارے پاس واپس نہ آجائیں تو ہم برابر اسی جگہ پر لگے بیٹھے رہیں گے۔

۸۔ فَتَأَ: بمعنی کسی کو کسی کام سے روک دینا۔ لَا اور مَا نافیہ اس پر داخل ہو تو کسی کام کے مسلسل کرتے جانے کے معنی دیتا ہے۔ کہتے ہیں مَا فَتَأَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔ وہ ہمیشہ یہ کرتا رہا۔ حَتّٰی کے ساتھ عموماً مشروط ہوتا ہے۔ صرف ماضی اور مضارع استعمال ہوتا ہے (منجد) ظرف زمان کے لیے آتا ہے۔ قرآن میں یہ لفظ صرف ایک بار آیا ہے مگر وہاں بھی لَا محذوف ہے (جلالین و جامع البیان)

ارشاد باری ہے:

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ۔ (۱۲/۸۵) — برادرانِ یوسف باپ سے کہنے لگے، واللہ آپ یوسف کو اسی طرح یاد ہی کرتے رہیں گے پھر یا تو بیمار ہو جائیں گے یا جان ہی دے دیں گے۔

ماحصل: (۵) دَامَ، صرف ماضی مَا سے مشروط۔ حالت کی تبدیلی کے لیے۔ ظرف مکانی و زمانی دونوں کے لیے

(۶) اَبْرَحَ: صرف مضارع۔ لَا اور لَنْ نفی کے ساتھ اور حَتّٰی سے مشروط۔ ظرف مکانی کے لیے آتا ہے۔

(۷) زَالَ، ماضی اور مضارع لَا اور مَا نافیہ ظرف زمانی کے لیے۔

(۸) فَتَا 〃 〃 〃 حَتّٰی سے مشروط

۱۵ ـــــــ ہنسنا

کے لیے ضَحِكَ اور تَبَسَّمَ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے مقام پر ہے:

قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا (۷/۳۷) وُہ کہیں گے وُہ تو (ہمارے معبودانِ باطل) ہم سے غائب ہو گئے۔

لہٰذا ضَلَّ کا معنیٰ صرف راہ نہ سجھائی دینا، بھٹک جاتا ہے۔ اور جو مفہوم ہمارے ہاں سمجھا جاتا ہے اس کے لیے قرآن نے غوٰی۔حَابَ اور اَلْحَدَ وغیرہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔

۵۔ عزیز، ہمارے ہاں عزیز کا مفہوم رشتہ دار یا قریبی رشتہ دار ہے بالخصوص جو عمر میں چھوٹا بھی ہو یہ مفہوم بھی ازروئے قرآن اور لغت سراسر غلط ہے۔ عزیز کی ضد ذلیل بمعنی کمزور اور زیردست ہے اور عزیز بمعنی بالادست۔ غالب اور زور آور۔ جیسا کہ اس کی تشریح ذلیل کے تحت گزر چکی ہے۔

۳۔چند مشتبہ الفاظ

جن کا تعین صرف سیاق وسباق سے ہو سکتا ہے

۱۔ اٰنِیَۃ: اِنَاء بمعنی برتن کی جمع ہے (منجد) ارشاد باری ہے:

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ (۷۶/۱۵) ان پر چاندی کے برتن پھرائے جائیں گے۔

اور اٰنِیَۃ بمعنی سخت گرم یا کھولنے والا (پانی) بھی ہے اَنِی بمعنی اُبلنا۔ کھولنا (کھانا وغیرہ کا آگ پر) پکنا۔ اٰنٍ صفت اور ۃ تانیث کی ہے "مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ (۸۸/۵)" کھولتے ہوئے چشمے سے۔

۲۔ اَسْفَار، سَفَر کی جمع معروف لفظ ہے۔ "اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا" (۳۴/۱۹) "اے اللہ! ہمارے سفروں کو طویل بنا دے۔"

(۲) سِفْر کی جمع بمعنی بڑی کتاب۔ اجزائے تورات میں سے ایک جز (منجد) اور اَسْفَار بمعنی تورات کی شروح وتفاسیر کی بڑی بڑی کتابیں (م۔ ق) قرآن میں ہے:

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (۶۲/۵) اس گدھے کی طرح جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں۔

۳۔ اَمْر بمعنی کام (ج امور) وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۲/۲۱۰) "اور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے سب کام" اور بمعنی حکم (ج اوامر) اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (۷/۵۴) یاد رکھو، پیدا اس نے کیا ہے تو حکم بھی اس کا چلے گا۔

۴۔ بَرّ بمعنی نیک۔ بھلائی کرنے والا (ج ابرار) وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ (۱۹/۱۴) اور نیکی کرنے والا اپنے والدین سے اور بمعنی خشکی یا خشکی کا قطعہ زمین (ج برور) ضد بحر بمعنی سمندر يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (۶/۵۹) جو کچھ خشکی یا سمندر میں ہے وُہ سب جانتا ہے۔

۵۔ جواب: سوال کا جواب (ج اجوبۃ) فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ (۲۹/۲۴) اس کی قوم کا جواب کچھ نہ تھا مگر اور جابیہ (جبو) کی جمع جَوَاب آتی ہے۔ جابیۃ بمعنی اونٹوں وغیرہ کو پانی پلانے کا حوض۔ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ (۳۴/۱۳) اور لگن جیسے حوض۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ